سوال

(313)خرچہ نہ دینے والے اور مفقود الخبر خاوند کی بیوی نکاح ثانی کی مجاز ہے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آج سے چھتیس سال پہلے ایک عورت کا نکاح ایک شخص سے ہوا جواب عرصہ تیرہ سے لاپتہ ہے ۔ بہت تلاش کے باوجود نہیں مل سکا۔ نہ تو اس نے حق زوجیت ادا کیا اور نہ ہی نان ونفقہ کا کفیل ہوا ہے۔ اب اس کے بچے بڑے ہوگئے ہیں خرچہ بڑھ گیا ہے اور گزراوقات بڑی مشکل سے ہوتی ہے۔ بچوں کی تعلیم کا مسئلہ بھی الجھ گیا ہے تو کیا یہ عورت اپنی گزراوقات اور اپنے بچوں کی پرورش کے لیے نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ کیا شرع محمدی اس کی اجازت دیتی ہے؟ (سائل: جان محمد اعوان مکان نمبر240 محلہ وعظ والا ملتان شہر)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال وتصدیق گواہان ثلاثہ واضح ہو کہ یہ عورت مجاز افسر یعنی جج فیملی کورٹ شہر ملتان سے اجازت حاصل کر کے، چار ماہ دس دن کی عدت گزار کر حسب منشا نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ اور یہ نکاح دو طرح سے شریعت محمدی (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کے مطابق صحیح اور شرعی نکاح ہوگا۔

1۔ حسب تحریر، خاوند عرصہ تیرہ سال سے مفقود الخبر (یعنی لاپتہ) ہے۔ اور خاوند کے مفقود الخبر ہوجانے پر بیوی کا اس کا صرف چار سال تک انتظار کرنا ہوتا ہے۔ اگر وہ اس عرصہ میں واپس گھر آجائے تو فبہا ورنہ بیوی کو 4ماہ دس دن (بیوہ) کی عدت گزارنا پڑتی ہے، جیسا کہ سیدنا عمر فاروق کا فیصلہ ہے: عن مالك عن يحيى بن سعيد بن المسيب ان عمر ابن الخطاب رضى الله عنه قال ايما امراة فقدت زوجها فلم تدر اين هو فانها تنتظر اربع سنين ثم اربعة اشهر وعشرا ثم تحل (1) موطا امام مالك باب عدة التى تفقد زوجها ص209۔

کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جس عورت کا خاوند مفقود (لاپتہ) ہوجائے اور اس کا کچھ پتہ نہ چلے کہ کہاں ہے، زندہ یا فوت ہوچکا ہے تو وہ عورت اس کی واپسی کا 4سال انتظار کرے۔ اگر اس عرصہ میں اسکا کچھ پتہ نہ چلے تو وہ اس کی فوتگی کی 4ماہ دس دن عدت گزار کر اس کے نکاح سے آزاد ہوجائے۔

یعنی اب اس کے مفقود خاوند کو مردہ تصور کیا جائے گا اور اسے فوتگی کی عدت گزارنی ہوگی۔ بعد ازاں وہ نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ حنفیہ نے ایسی بد نصیب عورت کے لئے انتظار کی مدت 90سال اور 4ماہ دس دن عدت رکھی ہے۔ ملاحظہ ہو فتاوی عالمگیری ص300ج2 طوعی روڈ کوئٹہ۔

اور ظاہر ہے کہ نوے سال اور پھر 4ماہ دس دن کے انتظار کے بعد نہ تو وہ اس قابل ہوگی کہ اسے خاوند کی ضرورت ہو اور نہ کوئی اس بوڑھی فرتوت کو قبول کرے گا۔ ویسے بھی اتنی عمر شاذونادر ہی کوئی فرد پاتا ہے، یعنی 90سال انتظار، 4ماہ دس دن عدت، شادی سے پہلے اور بعد کا عرصہ تقریبا سوا سو سال یا کچھ کم وبیش، لہذا احناف کا یہ فتویٰ حسی معاشی، اور

معاشرتی تقاضوں کے سراسر خلاف ہے۔

پس حضرت عمر فاروق کے اس صحیح اور محتاط فیصلہ کے مقابلہ میں حنفیہ کا فتویٰ نہ تو درخود اعتناء ہے اور نہ قابل التفات اس لئے ہمارے نزدیک حضرت عمر کا فیصلہ ہی قول فیصل ہے۔

2۔خاوند پر بیوی کا نان ونفقہ یعنی خوراک ،لباس ،رہائش اور علاج واجب ہے۔اگر خاوند اپنی بیوی سے نان ونفقہ میں عمداً کوتاہی کرے یا نان ونفقہ دینے سے قاصر ہو اور بیوی اس حالت میں اپنے خاوند کے ساتھ نباہ کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو اس بیوی کو عدالت مجاز سے اجازت حاصل کر کے نکاح ثانی کا حق حاصل ہوتا ہے۔چنانچہ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے:

عن أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًى، وَاليَدُ العُلْيَا خَيْرٌ مِنَ اليَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ» تَقُولُ المَرْأَةُ: إِمَّا أَنْ تُطْعِمَنِي، وَإِمَّا أَنْ تُطَلِّقَنِي، وَيَقُولُ العَبْدُ: أَطْعِمْنِي وَاسْتَعْمِلْنِي، وَيَقُولُ الِابْنُ: أَطْعِمْنِي، إِلَى مَنْ تَدَعُنِي"، فَقَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: «لاَ، هَذَا مِنْ كِيسِ أَبِي هُرَيْرَةَ۔(1) صحیح بخاری باب وجوب النفقۃ علی الاھل والعیال ج2ص806.

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل صدقہ وہ ہے جس کے بعد صدقہ دینے والا خود محتاج نہ ہو۔اور دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے افضل ہے۔نیز پہلے زیر کفالت لوگوں پر خرچ کرنا چاہیے۔بیوی کہتی ہے کہ یا تو مجھے کھلاؤ یا پھر طلاق دے دو۔غلام کہتا ہے مجھے کھلاؤ پلاؤ اور کام پر لگاؤ،بیٹا کہتا ہے مجھے کھلاؤ مجھے کس کے سپرد کرتے ہو؟ شاگردوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے دریافت کیا کہ تقول المراۃ سے لے کر آخر تک آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ تو حضرت ابوہریرہ نے جواب دیا: یہ جملے میرے ہیں

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: واستدل بقولہ اما ان تطعمنی واما ان تطعمنی من قال یفرق بین الرجل وامراتہ إذا عسر بالنفقۃ واختارت فراقہ وھو قول جمہور العلماء وقال الکوفیون یلزمھا الصبر وتتعلق النفقۃ بذمتہ واستدل الجمہور بقولہ تعالی ولا تمسکوھن ضرارا لتعتذوا (2) فتح الباری: ص416.

کہ حضرت ابوہریرہ کے قول اما ان تطعنی سے جمہور علمائے امت نے استدلال کیا ہے کہ جب کوئی خاوند اپنی بیوی کے نان ونفقہ سے عاجز آجائے اور بیوی اس حالت میں اس کے ساتھ نباہ کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو ان دونوں کے درمیان تفریق کرادینی چاہیے۔تاہم اہل کوفہ کہتے ہیں کہ اس حالت میں بیوی پر صبر لازم ہے اور نفقہ بہر حال خاوند کے ذمہ ہے۔اور جمہور علماء کے استدلال کی بنیاد یہ آیت ہے۔(ولا تمسکوھن ضرارا لتعتذوا)

کہ بیویوں کو دکھ دینے کے لیے مت روک رکھو تاکہ تم حد سے تجاوز نہ کرو۔

2۔عن سعید بن یحیی، عن سعید بن المسیب رحمہ اللہ فی الرجل لایجد ما ینفق علی اھلہ قال یفرق بینھا (أخرجہ سعید بن منصور عن سفیان بن أبی الرتاد عنہ قال قلت لسعید بن المسیب سنۃ قال سنۃ وھذا مرسل قوی ومراسیل سعید بن المسیب معمول بھا لما عرف من أنہ لا یرسل إلا عن ثقۃ قال الشافعی والذی یشبہ أن یکون قول سعید سنۃ سنۃ رسول اللہ صلی علیہ وسلم (1) سبل السلام ص274ج3 باب من لم یحد ما ینفق علی امراتہ یفرق بینھما وتوضیح الاحکام ج5ص146

یعنی جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن مسیب کا فتویٰ ہے کہ جو خاوند اپنی بیوی کو خرچہ نہیں دیتا تو اس جوڑے کے درمیان تفریق کرادی جائے۔ابوالرتاد کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ کیا یہ سنت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں یہ سنت ہے اور امام شافعی کہتے ہیں سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ویسے بھی سعید بن مسیب کے مراسیل معمول بہا ہیں۔کیونکہ وہ ثقہ راویوں سے ارسال کرتے ہیں۔

3۔عن عمر رضی اللہ عنہ إنہ کتب إلی امراء الاجناد فی رجال غابوا عن نساء ھم أن یاخذوھم بأن ینفقوا أو یطلقوا فإن طلقوا بعثوا ما حبسوا۔اخرجہ الشافعی والبیھقی باسناد حسن (2) سبل السلام ص326ج3۔وتوضیح الاحکام ج5ص146.

''حضرت عمر فاروق   نے مسلح افواج کے کمانڈروں کو یہ فرمان بھیجا تھا کہ جو فوجی اپنی بیویوں سے غیر حاضر رہتے ہیں، ان کو پابند کیا جائے کہ یا تو وہ اپنی جوروؤں کو نان ونفقہ بھیجیں یا پھر طلاق بھیج دیں۔ اگر طلاق دے دیں تو سابقہ مدت کا خرچ بھی بھیجیں۔

مشہور محقق علامہ محمد بن اسماعیل الامیر یمانی لکھتے ہیں :

وأنہ دلیل علی أن النفقۃ عندہ لا تسقط بالمطل فی حق الزوجۃ وعلی أنہ یجب أحد الأمرین علی الأزواج الانفاق او الطلاق (3) سبل السلام : ص226ج3.

کہ یہ اثر اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عمر فاروق   کے نزدیک اگر خاوند بیوی کو خرچ دینے سے ٹال مٹول کرے تو پھر بھی بیوی کا واجبی خرچہ اس کے ذمہ واجب ہے۔ اور یہ اثر اس بات کی دلیل بھی ہے کہ حضرت عمر فاروق کے نزدیک بیوی پر خرچ کرنا واجب ہے۔ بصورت دیگر خاوند کو طلاق دینے پر مجبور کیا جائے گا۔

قد اختلف العلماء فی ھذا الحکم وھو فسخ الزوجیۃ عند اعسار الزوج علی أقوال الأول ثبوت الفسخ وھو مذھب علی وعمر وابی ھریرۃ وجماعۃ من التابعین ومن الفقھاء مالک والشافعی واحمد وبہ قال أھل الظاھر مستدلین بما ذکر وبحدیث لا ضرر ولا ضرار وبان النفقۃ فی مقابل الاستمتاع وبدلیل أن الناس لا نفقۃ لھا عند الجمھور فاذا لم یجب النفقۃ سقط الاستمتاع فوجب الخیار للزوجۃ وبأنہ قد نقل ابن المنذر اجماع العلماء علی الفسخ بالعنۃ الضرر الواقع من العجز من النفقۃ اعظم من الضرر الواقع من أن یکون الزوج عنینا وبانہ تعالیٰ قال لا تضاروھن وقال فامساک بعروف او تسریح باحسان وای امساک بعروف وأی ضرر أشد من ترکھا بغیر نفقۃ (1) سبل السلام، شرح بلوغ المرام ص3ص224.

کہ خاوند جب اپنی بیوی کو نان ونفقہ دینے سے عاجز آجائے تو اس کی بیوی کو فسخ نکاح کا حق ملنے نہ ملنے میں علمائے امت کے مختلف اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ اس صورت میں بیوی کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ حضرت علی ، حضرت عمر فاروق ، حضرت ابوہریرہ ، اور تابعین کی ایک جماعت اور فقہاء میں امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور اہل ظاہر کا یہی قول ہے اور مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ حدیث لا ضرر ولا ضرار سے بھی استدلال کرتے ہیں اس بات سے بھی استدلال لاتے ہیں کہ بیوی کا نفقہ اس سے استمتاع کے عوض ہے، جب نفقہ نہ ہوگا استمتاع نہ ہوگا : لہذا اس صورت میں بیوی کے لئے خیار فسخ کا حق بالاولیٰ حاصل ہونا چاہیے۔

علاوہ ازیں یہ گروہ آیت ولا تضاروھن اور آیت فامساک بمعروق او تسریح باحسان سے بھی استدلال کرتا اور کہتا ہے کہ نان ونفقہ نہ ہونے میں امساک بالمعروف کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔ اور بیوی کے لئے نان ونفقہ کی بندش سب سے بڑا ضرر ہے۔

پھر باقی اقوال پر محاکمہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

واذا عرفت ھذہ الأقوال عرفت أن اقوالھا دلیلا وأکثرھا قائلا ھو القول الأول، (2) سبل السلام : ج5ص226.

کہ ان اقوال کو بغور پڑھنے سے آپ کو پتہ چل گیا ہے کہ دلیل کی مضبوطی کے لحاظ سے اور پھر قائلین کی کثرت کے لحاظ سے زیادہ قوی پہلا قول ہی ہے کہ بیوی کہ نفقہ سے عاجز خاوند کی بیوی کی خیار فسخ کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔

فیصلہ :

مذکورہ بالا احادیث، صحابہ کرامؓ کی تصریحات، تابعین کی تشریحات اور فقہاء ثلاثہ کی توقیعات، الغرض! جمہور علمائے امت کے مطابق بشرط صحت سوال وبشرط صحت تصدیق گواہان ثلاثہ مسمات کنیز فاطمہ کو بہ دو وجہ نکاح ثانی کا حق پہنچتا ہے۔ اول یہ کہ اس کا خاوند عرصہ تیرہ سال سے مفقود ہے اور مدت انتظار صرف چار سال ہے جب کہ نو سال سے زیادہ ہو چکے ہیں۔

دوسری یہ کہ عرصہ تیرہ سال سے نان ونفقہ نہیں دیا جو کہ واجب تھا۔ لہذا کنیز فاطمہ کو چاہیے کہ وہ اس فتویٰ کی روشنی میں ملتان کی عائلی عدالت، یعنی جج فیملی کورٹ سے باضابطہ اجازت

حاصل کرے اور پھر 4 ماہ دس دن عدت گزار کر نکاح ثانی کرے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص759

محدث فتویٰ